آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں حوض پر تمہارا پیش خیمہ ہوں اور جو شخص میرے پاس سے گزرے گا وہ پئے گا اور جس نے پی لیا تو وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا میرے سامنے کچھ لوگ وارد ہوں گے جن کو میں پہچان لوں گا اور وہ لوگ مجھے پہچان لیں گے پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ حائل ہوجائے گا ابو حازم نے بیان کیا اور مجھ سے نعمان بن ابی عیاش نے سنا کا کیا تم نے سہیل سے اسی طرح سنا ہے میں نے کہا انہوں نے کہا کہ میں ابو سعید خدری ؓ پر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ان کو اتنا زیادہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں کہوں گا یہ لوگ مجھ سے ہیں پس کہا جائے جاگا "انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی" پس تم نہیں جانتے کہ تمہارے بعد ان لوگوں نے کیا کیا ہے کہوں گا کہ اللہ کی رحمت سے دوری ہو ایسے شخص کیلئے جس نے میرے بعد تبدیلی کی۔

تیسری حدیث میں حضرت ابو ہریرہ ؓ سے نقل کیا ہے وہ حدیث بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے کچھ لوگ میرے سامنے قیامت کے دن اتریں گے پھر وہ حوض سے جدا کردیئے جائیں گے تو میں کہوں گا یا رب یہ میری امت کے لوگ ہیں تو جواب ملے گا۔ "فیقول انک لا تعلم بما احدثوا بعدک" کہ تمہیں اس کا علم نہیں جو ان لوگوں نے تمہارے بعد نئی بات پیدا کی وہ لوگ دین سے پھر گئے تھے یہ تینوں حدیثیں بریلوی مولوی کی مترجم بخاری شریف صفحہ ۵۵۴ سے بیان کی گئی ہیں اب ان حدیثوں میں خود بریلوی علماء ترجمہ یہ کر رہے ہیں کہ پیغمبر تم نہیں جانتے تمہارے بعد کیا کیا اور تم کو علم نہیں تمہارے بعد یہ لوگ نئی باتیں پیدا کی دین میں اب غور فرمائیں ہم پر فتوئی لگانے والے خود ہی حضور کے بارے میں فرماتے ہیں وہ نہیں جانتے عالم الغیب نہیں ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق بات کہنے کی اور حق بات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باب الفتاویٰ

نماز قصر

سوال :۔ کشمیر میں لائن آف کنٹرول پر متعین افواج کیلئے نماز قصر کا کیا حکم ہے جبکہ ان کا وہاں رہنا کچھ اس طرح کا ہے۔

۱۔ مرکز سے فوجی یونٹوں کو مدت دو سال کیلئے متعین کیا جاتا ہے۔

۲۔ اکثر فوجی لائن آف کنٹرول سے پیچھے تقریباً چھ میل کے فاصلہ پر محفوظ جگہ پر قیام رکھتے ہیں اور کچھ فوجی لائن آف کنٹرول پر مورچوں پر ڈیوٹی دیتے ہیں۔

۳۔ ضرورت کے پیش نظر محفوظ مقام سے مورچوں پر آمد و رفت جاری رہتی ہے۔

۴۔ آمد و رفت کے دوران دشمن کی گولی لگنے کا شدید خطرہ ہوتا ہے بلکہ کوئی دن خالی نہیں ہوتا جس میں کوئی نہ کوئی سول یا فوجی آدمی دشمن کی گولی کا نشانہ نہ بنتا ہو۔ اکثر آمد و رفت رات کو ممکن ہوتی ہے۔

۴۔ موسم سرما میں برف باری کیوجہ سے آمدورفت منقطع ہو جاتی ہے۔ تقریباً چھ ماہ کا راشن مورچوں پر اکٹھا (جمع) کر لیا جاتا ہے۔ جو فوجی وہاں متعین ہوتے ہیں انہیں وہ عرصہ وہیں گزارنا ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا حالات کے پیش نظر پاک فوج کو وہاں نماز پوری پڑھنا ہوگی یا قصر کرنا ہوگی۔ قرآن و سنت کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں۔

سائل ـــــ میجر محمد صالح

الجواب بعون الوہاب

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین و علی آلہ واصحابہ اجمعین امابعد۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے واذاضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلاۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا ...... (سورۃ النساء ایت ۱۰۱)

"کہ جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی مضائقہ نہیں اس باب میں کہ نماز میں کمی کرو اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر لوگ تمہیں ستائیں گے۔"

اس آیت میں نماز قصر کیلئے دو شرطیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ سفر ۲۔ دشمن کا خوف

قصر کا لفظ عام ہے جس میں نماز کی ہیئت و شکل میں تبدیلی اور رکعات کی تعداد میں کمی دونوں داخل ہیں۔ اس کی روشنی میں نماز قصر کی تین صورتیں نکلتی ہیں۔

۱ سفر اور خوف دونوں موجود ہیں تو اس صورت میں نماز کی ہیئت و شکل اور تعداد رکعات دونوں میں قصر ہے۔

۲ سفر ہے خوف نہیں۔ اس صورت میں نماز کی رکعات میں کمی ہے اس کی کیفیت و حالت میں کمی بیشی نہیں۔

۳ خوف ہے مگر سفر نہیں۔ اس صورت میں نماز پوری پڑھی جائے گی۔ لیکن اس کی کیفیت و حالت میں اور ادائیگی نماز میں خوف کی شدت اور ضعف کا لحاظ ہو گا۔ بیٹھ کر، کھڑے ہو کر، لیٹ کر اشارے سے جس طرح بھی ممکن ہو نماز ادا کر لی جائے گی۔

سفر اور اقامت کا مفہوم نیز مدت قصر کی تعیین:۔

اہل علم کی ایک قلیل جماعت جس کے سرخیل حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم رحمہما اللہ ہیں۔ یہ فرماتے ہیں کہ جب تک انسان کسی علاقہ کو اپنا وطن نہیں بنا لیتا تب تک وہ وہاں مسافر ہے اور ان علمائے کرام کے نزدیک سفر کی مدت متعین نہیں ہے۔ اقامت گاہ (یعنی گھر کے علاوہ انسان کہیں بھی رہے وہ مسافر ہے وہ نماز قصر پڑھے گا۔

اس کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں۔

(الف) نبیؐ کا سفر فتح مکہ، سفر حج اور سفر تبوک

نبی ﷺ کا سفر فتح مکہ، سفر حج اور سفر تبوک ہے۔

حضور ﷺ نے فتح مکہ میں سترہ دن نماز قصر پڑھی، سفر حج میں دس اور جنگ تبوک میں بیس دن نماز قصر پڑھی ہے۔

(ب) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل

حضرت مسور بن مخرمہؓ حضرت سعدؓ کے بارہ میں بیان کرتے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ شام کی کسی بستی میں چالیس دن ٹھہرے۔ وہ (یعنی حضرت سعد رضی اللہ عنہ) قصر پڑھتے اور ہم پوری نماز پڑھتے تھے۔

امام اثرمؒ کی روایت کے مطابق حضرت سعدؓ عمان میں دو ماہ تک قصر نماز پڑھتے رہے۔

حضرت ابن عمرؓ برف میں گھر جانے کی بناء پر آذر بائیجان میں چھ ماہ تک نماز قصر پڑھتے رہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بقول صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم رامھرمز میں سات ماہ نماز قصر پڑھتے رہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کابل میں دو سال قصر نماز پڑھی۔

اسی طرح بعض دوسرے صحابہ کرامؓ سے دو سال تک قصر نماز پڑھنا ثابت ہے۔ ان تمام امور سے ثابت ہوا کہ سفر میں نماز قصر کیلئے کسی مدت کا تعین نہیں ہے۔

دوسرا نظریہ و موقف:۔ ائمہ کرام رحمہم اللہ کی ایک عظیم اکثریت کے نزدیک سفر کی مدت محدود اور متعین ہے، ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اسی نظریہ و فکر کے حامل ہیں۔ اگرچہ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعیین مدت میں مختلف ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مدت قصر ۱۵ دن ہے۔

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک مدت قصر چار دن ہے۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ کے نزدیک مدت قصر بیس دن ہے۔

یہ ائمہ کرام تعین مدت کیلئے مندرجہ ذیل امور پیش کرتے ہیں۔

١ نبی ﷺ کے سفروں کی زیادہ سے زیادہ مدت سفر کیا تھی۔ روایات کے اختلاف کے پیش نظر تعین میں کمی و بیشی کے اقوال ہیں۔

٢ نبی ﷺ کا حج سے فراغت کے بعد مہاجرین کو تین دن زائد نہ ٹھہرنے کی ہدایت فرمانا تاکہ ان کیلئے مکہ میں دوبارہ اقامت کا حکم ثابت نہ ہو۔

٣ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال

- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **اذا اقمت عشراً فاتم الصلاۃ** کہ جب تم کہیں دس دن ٹھہرو تو نماز پوری پڑھو۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اگر انیس دن سے زائد اقامت کی نیت ہو تو نماز پوری پڑھی جائے گی۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں **اذا اجمع علی اقامۃ خمسۃ عشریوما اتم الصلاۃ**۔ کہ اگر تم کہیں بارہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کرو تو پوری نماز پڑھو۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ متعدد احادیث و اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

کہ اس طرح قصر کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ بیس دن ثابت ہوئی۔

(ملاحظہ ہو محلی ابن حزمؒ جلد ۵ صفحہ ۲۲۔۲۳)

امام ابن حزمؒ کے نزدیک اقامت و سفر کا مفہوم

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سفر سے مراد نقل و حرکت ہے اور اقامت سے مراد سکون اور عدم نقل و حرکت ہے۔ لہٰذا جب انسان کہیں ٹھہر گیا ہے تو وہ مقیم ہے

اور مقیم کیلئے قصر جائز نہیں، لیکن شریعت سے بیس دن کا استثنی ثابت ہے لہٰذا اتنی مدت قصر ہو سکتی ہے اس سے زائد نہیں۔ فرماتے ہیں " المقیم فی مکان واحد مقیم غیر مسافر بلاشک فلایجوز ان یخرج عن حال الاقامة و حکمها فی الصیام والاتمام الابنص، وقدصح باجماع اهل النقل ان رسول الله ﷺ نزل فی حال سفره فاقام باقی نهاره و لیلته ثم رحل فی الیوم الثانی وانه علیه السلام قصر فی باقی یومه ذلك و فی لیلته بین یومی نقلته فخرجت هذه الاقامة عن حکم الاقامة فی الاتمام والصیام ولولا ذلك لكان مقیم ساعة له حکم الاقامة۔ (المحلی جلد ۵ صفحہ ۲۵)

ایک جگہ ٹھہرنے والا بلاشک وشبہ مقیم ہے مسافر نہیں ہے اس لئے وہ اقامت کے حکم سے روزہ و نماز کے سلسلہ میں بلا نص (دلیل) نہیں نکل سکتا۔ اور اہل نقل کا اجماع ہے کہ حضور اکرم ﷺ سفر کے دوران دن کو اترتے، دن کا باقی حصہ اور رات ایک جگہ گزار کر اگلے دن سفر شروع کرتے اور دن کے باقی حصہ اور دونوں دنوں کے درمیانی رات قصر نماز پڑھتے۔ اس لئے یہ اقامت نماز کے اتمام و تکمیل اور روزہ کے افطار کے سلسلہ میں اقامت کے حکم سے خارج ہوئی ہے، اگر یہ نص نہ ہوتی تو ایک گھڑی کے مقیم کا بھی اقامت والا حکم ہوتا۔

یہ تو تھے اہل علم کے اقوال، اب ان کا جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ ان میں راجح اور قوی بات سامنے آسکے۔

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ نے حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کے عمل سے جو استدلال پیش کیا ہے۔ جمہور اہل علم اور اکثر فقہاء امت اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا ایک جگہ پر اقامت کا ارادہ نہ تھا یا ساری مدت ایک جگہ نہیں گزاری تھی۔

چنانچہ حجۃ الوداع اور فتح مکہ کی اقامت ایک جگہ نہ تھی۔ حج کے دن مکہ، منیٰ، مزدلفہ اور عرفات میں گزرے اور فتح مکہ کے دن مختلف قبائل پر حملوں، مختلف قبائل کے حملوں کا دفاع اور اسی طرح مکہ مکرمۃ کے انتظام وغیرہ میں گزرے ایک جگہ اقامت کی نیت نہ تھی۔

جمہور کی یہ تاویل صحیح اور قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کیونکہ آپ ﷺ مکہ المکرمہ سے ہجرت کر چکے تھے اسی طرح آپ ﷺ کے دونوں سفروں (حج، فتح مکہ) میں آپ کے ساتھ مہاجر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تھے اور مہاجر کے بارے میں شریعت کا حکم واضح ہے کہ وہ ہجرت کی غرض سے ترک کیا ہوا وطن وغیرہ میں دوبارہ مقیم نہیں ہو سکتا تاکہ اس کی ہجرت ختم نہ ہو۔ چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ مہاجر اپنے وطن میں تین دن سے زائد اقامت نہ رکھے۔

لہٰذا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس کے برعکس مکہ میں زیادہ مدت ٹھہرنا اسی پر محمول کریں گے کہ انکے ایک جگہ تین دنوں سے زائد مدت ٹھہرنے کی نیت نہ تھی یا حقیقت میں ایک جگہ ٹھہرے ہی نہیں تھے۔ اسی طرح آپ ﷺ جنگ تبوک میں بھی دشمن کے انتظار میں ٹھہرے رہے باقاعدہ مخصوص متعین دن ٹھہرنے کی نیت نہیں تھی۔ ..... تو ایسی صورت میں (یعنی جب کسی جگہ پر مخصوص متعین دن ٹھہرنے کی نیت نہ ہو یا ایک جگہ پر قیام نہ ہو) سوائے امام ابن حزم رحمہ اللہ کے اکثر فقہاء متفق ہیں کہ نماز قصر پڑھنا جائز ہے خواہ کئی سال بھی کیوں نہ گزر جائیں۔ بلکہ بعض علمائے دین نے مذکورہ صورت میں نماز قصر کرنے کے جواز میں امت کا اجماع نقل کیا ہے۔ لہٰذا امام ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں "اجمع اهل العلم ان للمسافر ان يقصر مالم يجمع اقامة وان اتى عليه سنون" کہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ مسافر اگر اقامت کی نیت نہیں کرتا تو وہ قصر کر سکتا ہے اگرچہ اسی طرح کئی سال گزر جائیں۔

اس موقف کی تائید صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے اقوال سے بھی ہوتی ہے۔

- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "یقصر اذا قال الیوم اخرج غداً اخرج شهراً" اگر آج یا کل نکلوں گا کی نیت ہو تو وہ قصر کرے گا اگرچہ ایک ماہ گزر جائے۔ اس قول کی وضاحت امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ "لم یرد ان نهایة القصر الی شهر و انما اراد انه لا نهایة للقصر" کہ جناب حضرت علیؓ کا یہ مقصد نہیں کہ ایک ماہ کے بعد قصر ختم ہو جائے گی، بلکہ مقصد یہ ہے کہ اس صورت میں قصر کیلئے کوئی مدت متعین نہیں۔
- حضرت مورق فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ میں تاجر ہوں اھواز کے مختلف دیہات میں گھومتا ہوں، اسی طرح ایک ماہ بلکہ اس سے بھی زائد عرصہ گزر جاتا ہے (تو میرے لئے قصر کا کیا حکم ہے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا "تنوی الاقامة" کہ اقامت کی نیت کرتے ہو تو میں نے کہا کہ اقامت کی نیت نہیں کرتا تو آپ فرمانے لگے تم مسافر ہو اس لئے مسافروں والی نماز پڑھو۔ (المغنی لابن قدامہ)
- خود ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں:
"کان ابن عمر اذا اقام بمکة قصر الصلاة الا ان یصلی مع الامام وان اقام شهرین الا ان یجمع الاقامة" کہ حضرت ابن عمرؓ مکہ میں نماز قصر پڑھتے اگر نماز باجماعت نہ پڑھتے اگرچہ دو ماہ گزر جاتے الا یہ کہ اقامت کا ارادہ کر لیتے (یعنی اگر اقامت کا ارادہ کر لیتے تو نماز پوری پڑھتے)
اسی طرح امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ لکھتے ہیں کہ (اقام مرة ثنتی عشر یصلی رکعتین وهو یرید الخروج) ایک بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ بارہ راتیں ٹھہرے تو دو رکعتیں پڑھتے رہے کیونکہ ان کی نیت سفر ہی کی تھی۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۲۴ صفحہ ۱۲۴)

اسی طرح حضرت ابن عمر کا قول ہے اذا اجمعت ثنتی عشرة لیلة فاتم الصلاة کہ اگر بارہ راتیں ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو نماز پوری پڑھو۔